

آپ کی طویل و عربی بحث میں ایک پیغیر جرمیں نے خاص طور پر دیکھی ہے وہ یہ ہے کہ اپنے بہت سے استدلالات و مزاعم اس کے قواعد کلیہ کے طور پر بیان کر دیتے ہیں کہ کوئی یا اُن میں سے کوئی استثناء نہیں ہے۔ حالانکہ حقیقت اس کے خلاف ہوتی ہے۔ مثلًاً آپ کہتے ہیں کہ پورے نے قرآن مجید میں القاریء ای تلقی کا استعمال و حی غیر متلوک کے لیے نہیں ہوا۔ حالانکہ یہ لفظ ہر طرح کے لفظ اور تلقی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ خواہ وہ رحمانی ہو یا انسانی عین کہ شیطانی ہو۔ تلقی کا لفظ بھی حضرت آدم کے جنت کے قیام کے ذکر میں فرمایا گیا۔ جب وہ منصب ثبوت پر فائز نہیں تھے ”فَتَلَقَّى آدَمَمِنْ شَيْهٖ“ (القرآن - ۳) اسی طرح فرمایا ہوا ”تَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ“ (فاطمہ - ۱۴) اسی طرح آپ کا یہ غیال بھی صحیح نہیں ہے کہ ہلائکر کے لیے ہمیشہ نزول یا اس مادتے کے درمیان مشتقاً ہی استعمال ہو سکتے ہیں۔ فرشتوں کے لیے جائے اور جائے اس کے لفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں اور ارسل کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے۔ اس لیے آپ پھر اس کا غلط ادعیہ کر رکھتے ہیں اور اس سے جو بات آپ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ثابت نہیں ہوتی اور اس کا خلاف کتاب و سنت کی متفق و متصویں سے ثابت ہے۔

## مسجدہ شکرانہ

(اٹھام)

**سوال ۱۔** رَجُم کے متعلق حال ہی میں جو غیر منفقہ عدالتی فیصلہ سامنے آیا ہے اس پر طبع اسلام کا ایک اقتباص ہے عنوان ”مسجدہ شکرانہ“ پیش خدمت ہے۔

”مسجدہ شکرانہ“ : پھر پس میں جاری اتفاق کہ روز نامہ فراہمہ وقت لا ہو کی اشاعت میں بیان افراد خبر و جریان دیکھ دیا گیا کہ :-

وفاقی شرعی عدالت نے رَجُم کو اسلامی تغلیبات کے منافی قرار دے دیا۔

تفصیل اس کی بیوی وجہ ہے کہ :- اسلام آباد ۲۱ مارچ دپ پا) وفاقی شرعی عدالت

لے آج کثرت رائے سے فیصلہ سنایا ہے کہ راجح یعنی سانگسار کر کے ہلاک کر دینا چاہدہ ہے۔  
یہ فیصلہ مسٹر جبٹس (ریٹائرڈ) صلاح الدین احمد (چیریئن)، مسٹر جبٹس آغا جبڑہ علی۔  
مسٹر جبٹس شیخ آفتاب حسین۔ مسٹر جبٹس ذکار امتدود حصی، اور مسٹر جبٹس کریم اشٹدواری  
(ارکان) نے دو درخواستوں پر پستایا ہے۔ یہ درخواستیں لاہور کے مسٹر حضور بخش، مسٹر  
ایم۔ آئی چودھری نے دائڑ کی بخشی، جن میں کہا گیا تھا کہ نفاذِ حدود آرڈیننس مجرم یہ ۱۹۶۹ء  
کے مطابق راجح یا سانگساری، اسلامی احکام کے منافی ہیں۔ فاضل عدالت کے تین بجوں نے  
فیصلہ دیا کہ راجح حد نہیں۔ جب کہ جبٹس شیخ آفتاب حسین نے قرار دیا کہ یہ فیصلہ تعزیزی کے  
مطابق ہے تاہم مسٹر جبٹس کریم اشٹدواری نے اس فیصلے سے اختلاف کرتے ہوئے لکھا کہ حرم  
حد ہے۔ عدالت کے اعلان کے مطابق اس فیصلے کا اطلاق اس سال ۲۳ جولائی سے ہو گا۔ اس  
وقت تک آئین کے تحت حکومت قانون میں ضروری ترمیم کرے گی تاکہ اس قانون کو وفاقي  
مشریعی عدالت کے مطابق بنایا جاسکے۔

اپ اس پر جذبات مسروت کا وجود ان لفظوں سے ظاہر ہوتا ہے۔

”ہم سب سے پہلے بحضور رب العرش سجدہ ریز ہیں جس نے ہماری تفییں سالہ کوششوی  
کو شرفِ قبولیت عطا فرمایا۔ اس کے بعد ہم عمر مصصوم بخش اور ایم۔ آئی چودھری رفیزان  
دیگر حضرات کو جنہوں نے اس باب میں کوشش فرمائی۔ سحق مبارک باد سمجھتے ہیں اور  
شرعی و فاقی عدالت کی خدمت میں ہدیہ تبرکی و تہنیت پیش کرتے ہیں جنہوں نے اس  
اولوی العرماز فیصلہ سے قرآن مجید کی برتری کو ثابت کر کے، اسلام کو دنیا میں سر اٹھا کر چلنے  
کے قابل بنادیا۔ فَجَزَّ أَدْهُمَّ أَمْلَهُ أَحْسَنُ الْجَزَاء۔“

کچھ اس کے متعلق آپ بھی اظہار رائے کریں گے۔

**جواب۔**

کچھ اسی اظہار رائے کا مقام تو ہے۔ اگر آپ نے جب طور خاص اسے اٹھا کر میرے  
سلفے لارکھا ہے تو تھوڑی سی دلچسپی لینے میں کچھ خرچ بھی نہیں۔

پہلی بات تو میں یہ کہتا ہوں کہ اس شذرے کا اختتامی حصہ پڑھتے ہی خیال آتی ہے کہ حدِ رجم کے خلاف حاکم فیصلہ صادر ہونے سے پہلے دنیا میں اسلام (الخوذ باقاعدہ) بڑا شرمسار اور سرگوشی کا ہو گا کا بلکہ گھست اور رینگ کر چلتا ہو گا۔ دوسری نبوت کے ہو یا دوسری خلافتِ راشدہ، اموی سلطنت ہوئی یا عباسی، فاطمی دور ہو یا عثمانی، مسلمانوں کی کور دنیا کے سامنے بہت دبنتی ہو گی، بیجا یہ سے احاسیں کتری کی وجہ سے بات بھی نہ کر سکتے ہوں گے۔ تبلیغِ اسلام کی جرأت تم اور بھی مشکل ہے۔ کوئی شخص اسلام لانا بھی نہ ہو گا۔

شاید یہی وہ کمزوری ہو گی کہ جس نے ہماری سلطنتوں کو سرگوشی کر دیا اور جگہ جگہ علامی کی رات چھاکشی اور اب تو بس پہلی بار اسلام کا سراپیسا اونچا ہوا ہے کہ دہ مشرق و مغرب کے انسانوں کو پک چھپکنے میں مفتوح کر لے گا۔

بالفاظِ دیگر، اسلام مرآٹھا کہ چلنے کے لیے "ہماری" — یعنی منکرین سنت کی "تنیں سالہ کو شششوی" کے تیجہ خیز ہونے کا منتظر تھا۔

دوسری بات یہ کہ ہمارے یہاں اسلام کے معنی کتاب و سنت والا اسلام کے ملے ہیں، کیا بیٹھ دستور اور کیا بمحاذِ تقدیم کے اکثر تینی نقطہ منظر کے اور کیا بمحاذِ جملہ مدارسِ فکر کے علماء کے اجماع کے۔ میں وقتی فیصلے کچھ بھی ہوا کریں، آخو کار بات کو کوٹ کے کتاب و سنت والے اسلام ہی پڑھنی ہے۔ انکا راستت والے اسلام پر نہیں۔ ایک اقلینی نقطہ منظر کے لیے کچھ لوگ سیلسلی کا طوفانِ آٹھائیں یا انہوں خاص اپنے حلقوں بنالیں اور فکرِ مغرب کے اسیرِ دن کو "اسلام میڈیا اینڈی" کے ٹلسیم سے تسلیم کر لیں۔ اُن کا عقیدہ خاص اکثر تینی نقطہ منظر نہیں بن سکتا۔ کیونکہ ایک جزوی معاملے میں اس کے اہل اقیانوس سے اس کی پوری خرابیاں سامنے نہیں آتیں۔ مگر سارے اسلام کے سارے نظم ایام عبادات و معاملات پر ترکِ سنت کا اصول پھیلایا جائے تو اصل بات کھلیتی ہے کہ دین کے تمام ادارے اور تمام ہمیشیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اور فکری اختلافات کے بیسیوں راستے ہر سئے میں نکل آتے ہیں۔ وہ تو سنت نے ہر معاملے میں (DIRECTIONS AND DIMENSIONS) کو منع کر دیا ہے۔ جس کی وجہ سے لا طائل اختلافات کے راستے بند ہو جاتے ہیں، صرف اجتہاد و استنباط کی راہیں کھلی رہتی ہیں۔

قویں بخاب مستفسر سے عرض کروں گا کہ چارے ہاں جو گردہ اکثریت کے خلاف مراد میں لگتا  
لگا کے بیٹھتے ہیں اور چھر جب ان کا کوئی دار کاری لگ جاتا ہے تو اس پر خوشی منا کر اکثریت کو  
چڑھاتے ہیں، وہ کسی نہ کسی وقت اس طفلا نہ کھیل کا خمیاڑہ مجھ تباہ گے۔ ان کی حالیہ کا میا بی رائے عام  
اور علم کی بخشش کے نتیجے میں پیدا نہیں ہوتی، بلکہ اور پر سے دار ہوتی ہے۔

تیری گزارش یہ ہے کہ یہ کچھ اچھا اسلوب نہیں ہے کہ ایک معزز عدالتی بخش کے فیصلے میں جن  
بجوں کی آراء آپ کو پسند آئی ہیں۔ ان کے ناموں کو الگ سے منایاں کر کے آپ ان کو مبارک بادیں  
(اگرچہ شرطِ ادب پوری کرنے کے لیے بعد میں پوری عدالت کے لیے بھی مبارک باد کے الفاظ استعمال  
کیے گئے ہیں) انیزگان کے بارے میں خطوطِ وحدانی کے اندر ”بنہوں نے اس باب میں کو شش فرمائی“  
کے الفاظ بھی خراہ مخواہ سوال پیدا کرتے ہیں کہ آیا مشتمل کو سوچنے اور فیصلہ لکھنے کے علاوہ بھی کسی طرح کی  
تكلیفِ اٹھانا مراد ہے۔ کیونکہ اور پہاری تیس سار کو ششوں“ کے الفاظ میں کو شش کا ایک خاص قصور  
ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ بجوں کے متعلق ایسے ذمہ اتنا الفاظ اور امثال سے اظہار تحسین اچھا نہیں لگتا  
آخر کو شش تہاں بجوں نے بھی فرمائی جنہوں نے اختلاف فیصلہ لکھا۔ ان کے متعلق نام لے کر الگ  
سے آپ نے دادرست نہیں فرمائی۔

شاید فوری مسرت کے دباؤ کی وجہ سے اس طرح کا ذہنی عدم توان ان پیدا ہو گیا ہو۔

(ت۔ ص)